دنیا بھر کے ممالک میں سے انڈونیشیا میں مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔اس طرح ملائشیا میں بھی اکثریت مسلمانوں کی ہے۔اب ان سے کوئی پوچھے کہ کون سی اسلامی فوج انڈونیشیا اور ملائشیا گئی تھی۔

مشہور مؤرخ تھامس کارلائل اپنی کتاب ''ہیرو اینڈ ہیرو ورشپ'' میں اسلام کے پھیلاؤ کے بارے میں مغربی تصورات کی تردید کرتے ہوئے کہتا ہے۔''اسلام کے پھیلاؤ میں تلوار استعمال ہوئی۔یہ تلوار کیسی تھی؟ ایک نظریہ تھا۔ ہر نیا نظریہ شروع میں فرد واحد کے نہاں خانہ دماغ میں جنم لیتا ہے۔وہاں وہ نشو ونما پاتا رہتا ہے۔اس پر دنیا بھر کا صرف ایک ہی آدمی یقین رکھتا ہے، گویا ایک شخص فکری لحاظ سے تمام انسانوں سے مختلف ہوتا ہے۔اگر وہ ہاتھوں میں تلوار لے اور اس کے ذریعے سے اپنا نظریہ پھیلانے کی کوشش کرے تو یہ کوشش بے سود رہے گی۔لیکن اگر آپ اپنے نظریہ کی تلوار سے سرگرم عمل رہیں تو وہ نظریہ دنیا میں اپنی قوت سے خود بخود پھیلتا چلا جائے گا۔''یہ درست نہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔مسلمان فروغ اسلام کیلئے تلوار استعمال کرنا چاہتے بھی تو استعمال نہیں کر سکتے تھے۔کیونکہ قرآن مجید مندرجہ ذیل آیات میں کہتا ہے ﴿لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی﴾ ''دین میں کوئی جبر نہیں۔ہدایت گمراہی سے واضح ہو چکی ہے۔''(البقرہ:256)

فروغ اسلام کا باعث دراصل حکمت کی تلوار ہے۔یہ ایسی تلوار ہے جو دل اور دماغ فتح کر لیتی ہے۔قرآن کہتا ہے ﴿ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن﴾ ''لوگوں کو اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور بہترین وعظ کے ساتھ بلائیں اور ان سے بہترین طریقے سے بحث کریں۔''(النحل:125)

1986 میں ریڈرز ڈائجسٹ کے ایک مضمون میں 1934 سے 1984 تک نصف صدی میں دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کے پیروکاروں کی تعداد میں اضافے کے اعداد وشمار دیئے گئے تھے۔یہ مضمون ''صاف سچ'' (The plain Truth) نامی جریدے میں بھی چھپا۔ان میں سرفہرست اسلام تھا جس کے پیروکاروں کی تعداد میں 235 فیصد اضافہ ہوا اور عیسائیت میں اضافہ صرف 47 فیصد رہا۔پوچھا جا سکتا ہے کہ اس صدی میں کون سی مذہبی جنگ ہوئی تھی جس نے لاکھوں لوگوں کو مسلمان کر دیا؟

آج یورپ اور امریکا میں سب سے زیادہ بڑھنے والا مذہب اسلام ہے۔وہ کون سی تلوار ہے جو لوگوں کو اتنی بڑی تعداد میں مسلمان ہونے پر مجبور کر رہی ہے؟ یہ تلوار اسلام کا سچا عقیدہ ہے۔وہ لوگ جو مغرف کو مقبوضہ کہتے ہیں''جو لوگ فکرمند ہیں کہ ایشیا ایک دن عرب دنیا کے ہاتھ میں ہوگا ان کی فکر حقیقت ونفسی میں ناکام ہے کیونکہ اسلامی بم تو پہلے ہی گرایا جا چکا ہے، یہ اس دن گرا تھا جب محمد ﷺ پیدا ہوئے تھے۔''

(بشکریہ ماہنامہ مجلہ ''تدریس القرآن'' کراچی۔ماہ نومبر 2007)

قسط: 1

ضروری قواعد برائے تعلیم القرآن

یوسف فاروقی

ارشاد باری تعالیٰ ہے﴿الرحمن ۞علم القرآن ۞خلق الانسان ۞علمہ البیان ۞﴾ (الرحمن: ۱ - ۴) ''رحمٰن ہی نے قرآن کی تعلیم دی انسان کو پیدا کیا ان صاف صاف بولنا سکھایا'' رسول اکرم ﷺ نے قرآنی تعلیم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا (خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ) ''تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جنہوں نے قرآن سیکھ کر آگے سکھایا۔''

اللہ تعالیٰ نے معلم قرآن کو ایک عظیم مقصد کے لیے منتخب کیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کا کلام (قرآن) اللہ کی مخلوق کو پڑھائیں سمجھائیں اور عمل کرائیں اور اس طرح اللہ کے بندوں کو اللہ کے قریب لائیں۔ گویا آپ روشنی کے مینار ہیں جو بھٹکے ہوئے جہازوں کو راستہ دکھا سکتے ہیں یا وہ روشن چراغ ہیں جن سے ہزاروں لاکھوں چراغوں کو جلا کر اس اندھیری دنیا کو منور کیا جا سکتا ہے۔ یا وہ قائد ہیں جو اس بھٹکے ہوئے انسان کی دنیا بھی بنا سکتے ہیں اور آخرت سنوار سکتے ہیں، لیکن یہ سب مقاصد اسی صورت میں پورے ہو سکتے ہیں جب کہ ان سب اوصاف کے آپ خود بھی مالک ہوں اور عامل ہوں، جو شخص خود ہی اللہ کے قریب نہ ہوگا تو کس طرح دوسرے کو اللہ کے قریب لا سکے گا۔ روشنی کے مینار کی بتی بجھ گئی ہو تو وہ کس طرح جہازوں کو راستہ دکھا سکے گا، چراغ میں خود تیل نہ ہوگا تو وہ دوسرے چراغ کو کیسے روشن کرے گا اس سلسلے میں آپ کو سب سے پہلے اپنی نیت' ارادہ اور منزل کا تعین کرنا ہے کہ ہم بچے کو کلام مجید قرآن شریف کس لئے پڑھا رہے ہیں کیا یہ صرف روزی کمانے کا ایک ذریعہ ہے کیا اس کا مقصد دنیاوی اغراض میں سے کوئی غرض ہے۔ اگرچہ متاخر فقہاء نے تنخواہ لینے کی اجازت دی ہے مگر محض اس نیت سے نہ پڑھائیں کہ ہمیں تنخواہ ملے گی یا لوگ ہماری تعریف کریں گے یا ان کے دلوں پر ہمارا سکہ بیٹھ جائے گا اور وہ ہماری عزت کریں گے۔ پس ایک مدرس قرآن کا یہ کام ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس طرح قرآن مجید پڑھائیں کہ یہ بچے اس کے لیے نجات کا ذریعہ بن جائیں یہ طوفانی موجوں میں پھنسے ہوئے ملاح کے لیے راستہ دکھانے والے بن جائیں۔ یہ اپنی روشنی سے لاکھوں چراغوں کو جلا کر اس کائنات کے ذرے ذرے کو منور کر دیں۔ ایک شاعر کہتا ہے:

ارے مؤمنو تم کہاں سو رہے ہو
خدا کا یہ قرآن لٹا جا رہا ہے

مدینے سے تم کو صدا آ رہی ہے
یہ در در کی کیوں ٹھوکریں کھا رہے ہو

بہرکیف قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ہم کو حقوق اللہ، حقوق العباد اور تمام حکمت کی باتیں بتادی ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید پر عمل کر کے ہم کو دنیا میں زندگی گزارنے کا طریقہ بتا دیا ہے۔

تعلیم القرآن کے تین درجے ہیں:

۱۔ مختصر قاعدہ عربی پڑھانے سے آغاز۔

۲۔ نورانی قاعدہ، یسرنا القرآن یا "تیسیر القرآن" پڑھانا۔

۳۔ ناظرہ قرآن پڑھانا قاعدہ کی بنیادی تعلیم او شرا اساس ہے۔ جو معلم قاعدہ اچھی طرح پڑھا سکتا ہے وہ بچوں کو صحیح روان پڑھنے پر قادر اور تیز کر دیتا ہے۔ طریقہ تعلیم ایسا ہونا چاہیے کہ بچوں کی نازک طبیعت پر بوجھ نہ پڑے اور ان کی استعداد روز بروز بڑھتی جائے، ان کے شرق میں اضافہ ہو، علم میں ایسی لذت آنے لگے کہ گھر سے زیادہ مدرسے میں ان کا دل لگے۔ مدرس کو خوش خلق، بردبار، متحمل، قانع، صابر و شاکر ہونا چاہیے۔ خودغرض، لالچی، تندخو، ترش رو نہ ہو۔ اس صورت میں نازک بدن، نازک مزاج، ناز پروردہ بچوں کو مار پیٹ اور خفگی کا سماں دیکھنے کی نوبت نہ آئے۔ مگر یہ حقیقت بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ سزا کے بغیر صحیح نہیں پڑھتے ہیں۔

قاعدہ پڑھانے میں معلم کو چند باتوں کا لحاظ کرنا اشد ضروری ہے:

۱۔ بچوں کی جماعت بندی کا اہتمام کیا جائے۔ سب بچوں کو الگ الگ قاعدہ کا سبق دینا سخت دشوار ہے اور بچوں کو حرف شناسی میں دقت کا سامنا ہوتا ہے۔

۲۔ محبت و پیار کے ساتھ بچے کو پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھاؤ اور تاکید کرو کہ ہر کام بسم اللہ سے شروع کرے۔ اس کے بعد شہادت کی انگلی ایک ایک حرف پر رکھوا کر تھوڑا تھوڑا سبق پڑھاؤ، عربی حروف کے عربی نام یاد کراؤ، صحیح ہجے مثلاً الف، بـا، تـا، ثا، جیم، حا، خا، را، زا، طا، ظا، فا، یا وغیرہ پڑھاؤ بے، تے، ثے، حے، خے، رے، زے، طے، ظے، فے، یے نہ کہو کیونکہ یہ نام فارسی ہیں جو کہ عربی طریقہ تعلیم میں غلط تصور ہوگا۔

۳۔ جب بچہ الف، با کی پہلی تختی ختم کرے جب تک اس کو پوری طرح حرف ہجا کی پہچان اور شناخت نہ ہو جائے ہرگز آگے سبق نہ دو۔

۴۔حروف مفردہ کی شناخت میں نقطوں کی پہچان کو بڑا دخل ہے کیونکہ ب،ت،ث اور ج،ح،خ وغیرہ ہم شکل حروف میں نقطوں کا فرق ہوتا ہے۔اس لیے قاعدہ پڑھاتے وقت کتاب پرنقطوں کو چھپا کر اوپر نیچے کرکے دکھائیں جیسا کہ تیسیر القرآن اور یسرنا القرآن میں درج ہے۔اور ب کی شکل بغیر نقطہ کے لکھ کر بچے سے ب،ت،ث بنوائیں۔

۵۔بچوں کی فطرت ہے کہ تمام حروف ہجا زبانی یاد کر لیتے ہیں اس لیے اگر آپ ترتیب سے پوچھیں تو وہ بے تکلف ہر حرف کا نام بیان کرتے چلے جائیں گے۔جس سے ناتجربہ کار شخص یہ سمجھے گا کہ ان کو حروف کی پہچان ہوگئی۔حالانکہ آپ الٹی طرف سے ایک ایک حرف پوچھیں تو وہ ان کا نام نہ بتلا سکیں گے اس لیے ضرورت ہے کہ حروف مفردہ کی تختی ایک دفعہ الف سے یا تک پڑھا کر پھر یا سے الف تک الٹی پڑھائی جائے اور ہر لائن کو اول سے آخر تک اور آخر سے اول تک اور اوپر سے نیچے کو نیچے سے اوپر کو سنو اور یہ طریقہ قاعدہ کی ہر تختی میں ملحوظ رکھو۔اس طرح بچے محض یاد سے کام نہ لیں گے بلکہ ہر لفظ کو پہچان کر بتلائیں گے۔

الغرض پہلی ہی تختی میں اس قدر حرف شناسی ہو جانا چاہیے کہ قرآن کے جس سپارے سے بھی جو مفرد حرف پوچھو تو بلا تامل بتلا دیں۔یہ امتحان ہر ماہ کے آخر میں لیا کرو اور جتنی دیر اس میں لگاؤ گے اسی قدر فائدہ ہوگا۔

حروف مفردہ کی پہلی تختی میں 29 تک گنتی بھی بچوں کو یاد کرا دینا چاہیے۔پہلے دن چار حروف پڑھاؤ تو ان کو چار تک گنتی بھی یاد کرادو،دوسرے دن پانچ حروف پڑھاؤ تو نو تک گنتی بھی سکھلا دو۔روزانہ اسی طرح کیا جائے تو ان کو 29 تک گنتی بسہولت آجائے گی۔

۷۔حروف مفردہ کی پہچان پوری ہو جائے تو مرکبات کی تختی شروع کراؤ۔اکثر حروف جب آپس میں ملتے ہیں تو ان کی شکلیں بدل جاتی ہیں۔مرکبات میں ن،ی،ب،ت،ث ہم شکل ہو جاتے ہیں صرف نقطوں کی تعداد اور ان کے اوپر نیچے ہونے سے امتیاز ہوتا ہے اس لیے مرکبات میں بچہ اسی وقت چل سکے گا جب نقطوں کی شناخت کامل ہو چکی ہو۔مرکبات کی تختی میں بھی مذکورہ بالا ہدایات پر عمل کرنا ضروری ہے۔(تفصیلات کے لیے میری کتاب ''قاعدہ تدریس القرآن'' ملاحظہ فرمائیں)

اس تختی میں بچوں کو مطالعہ کا طریقہ بتلاؤ مثلاً پارہ عم کا ایک صفحہ یا چند سطریں مقرر کرکے کہو کہ اس کے تمام حرفوں کو الگ الگ پہچانیں جس حرف کو نہ پہچان سکیں وہ قاعدہ کی تختی مرکبات میں دکھلاؤ۔اس تختی میں اتنی مشق ہو جانا چاہیے کہ جس